باہمی تقسیم کار

اب اگر ان دونوں میں کوئی فرق باقی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ ایک ہندو مہاسبھا ہے اور دوسری انڈین نیشنل کانگریس۔ مہاسبھا صریح طور پر ہندوؤں کی جماعت ہے۔ کوئی مسلمان اس میں شریک نہیں ہو سکتا' نہ وہ مسلمانوں کو اپنی طرف دعوت دے سکتی ہے' نہ مسلمانوں میں جا کر ماس کا نٹیکٹ کر سکتی ہے' نہ کسی صوبے کی حکومت پارٹی سسٹم کی بنیاد پر قائم کر سکتی ہے' نہ کہیں خالص ہندو وزارت قائم کر کے یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ یہ "قومی وزارت" ہے' نہ واردھا اسکیم اور ودیا مندر اسکیم بنا کر مسلمانوں پر انھیں مسلط کرنے کی جرات کر سکتی ہے' نہ یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ ڈاکٹر مونجے اور بھائی پرمانند مسلمانوں کے بھی ویسے ہی نمایندے ہیں جیسے ہندوؤں کے ہیں' نہ اسلامی اکثریت کے صوبوں میں وزارت پر اپنا کنٹرول قائم کر سکتی ہے' اور نہ اقلیت ہی کے صوبوں میں یہ اقتدار حاصل کر سکتی ہے کہ مسلمان وزرا کو اپنی گرفت میں جکڑ کر رکھے اور ذرا سے انحراف پر ان کی گوشمالی کر دے--- کانگریس یہ سب کچھ کر سکتی ہے کیونکہ وہ ہندو مہاسبھا نہیں ہے' بلکہ "انڈین نیشنل کانگریس" ہے۔

اس فرق کے ساتھ یہ دونوں ایک دوسرے کے نقص کی تکمیل کر رہی ہیں۔ جو کام کانگریس کر سکتی ہے' وہ مہاسبھا نہیں کر سکتی اور جو مہاسبھا کر سکتی ہے وہ کانگریس نہیں کر سکتی۔ کانگریس پیش قدمی کرنے والی فوج ہے جو آگے بڑھ کر غنیم کے علاقے پر قبضہ کرتی ہے' اور مہاسبھا وہ محافظ دستہ ہے جو عقب میں رہتا ہے تاکہ آگے کی فوج کو حسب ضرورت مدد پہنچاتا رہے۔ کانگریس پر جب کبھی مشترک وطنی جماعت ہونے کی وجہ سے دباؤ پڑتا ہے' ہندو مہاسبھا فوراً آگے بڑھ کر اس کی پشت کو سہارا دیتی ہے اور مسٹر ساورکر' ڈاکٹر مونجے' بھائی پرمانند وغیرہ شور مچانے لگتے ہیں کہ ہندوؤں کے نمایندے ہم ہیں' گاندھی جی یا جواہر لال نہیں ہیں۔ ایسے نازک مواقع کے لیے اگر عقب میں محفوظ فوج موجود نہ ہو تو **مقدمتہ الجیش** کو اپنی "قوم پرستی" کا دعویٰ نبھانا مشکل ہو جائے۔ محفوظ فوج کی مدد کام بھی نکال دیتی اور بات بھی بنی رہتی ہے۔

(اشارات' سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ' **ترجمان القرآن**' جلد ۱۲' عدد ۶' جمادی الاخریٰ ۱۳۵۷ھ' اگست ۱۹۳۸ء)